محمد سخاوت مرزا قادری

شمع و پروانہ

ایک دل چسپ نصیحت آموز مکالمہ

مصنّفہ مہدی واصف

حالاتِ مصنّف

مولوی محمد مہدی المتخلص بہ واصف مدراسی ثم حیدرآبادی، ابن عارف الدین خان رونق صدیقی، تلمیذ علامہ محمد باقر آگاہ، معاصر نواب تاج الامرا والیٔ آرکاٹ (مدراس) جن کا سجع یہ ہے "معروف و عارف است شدزاں عارف" جو انھیں کا نوشتہ ہے۔

محمد مہدی واصف ۱۲۱۷ھ میں بمقام مدراس پیدا ہوئے۔ والد ماجد کے زیرِ نگرانی تعلیم و تربیت پائی۔ مولانا سید عبد القادر حسینی سے عربی صرف و نحو، عقائد، فقہ و تفسیر اور حدیث کی تکمیل فرمائی۔ اساتذہ میں مولوی عبد الرحمٰن، مولوی یوسف علی خاں تلمیذ حسن علی ماہلی (جونپور)، شیخ محمد قاضی الملک ابن بدر الدولہ تلمیذ بحر العلوم فرنگی محلی، محمد عبید الوہاب مدرسی المخاطب بہ بدر الدولہ شاگرد بحر العلوم تھے۔

آپ کو زبان عربی، ترکی، انگریزی اور تلنگی، کنڑی جیسی ملکی زبانوں پر بھی عبور تھا۔ نیز [illegible] کے مدرسہ میں بھی مدرس رہے اور سترہ سال تک بحسن و خوبی درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ ۱۲۳۳ھ میں وظیفہ حاصل کیا۔ ترچناپلی جاکر سید جام واعظ نقشبندی سے بیعت کی

۱۲۷۰ھ میں حیدرآباد دکن واپس آگئے اور مشہور مدرسہ دارالعلوم حیدرآباد میں بھی مدرس کی خدمات انجام دیں۔

آپ شاعر بھی تھے۔ فارسی و اردو میں خوب کہتے تھے۔ مگر مذاق عالمانہ تھا۔ بالآخر ۱۲۹۲ھ ۱۲ر رجب کو حیدرآباد ہی میں جان بحق ہوئے۔

آپ کے معاصرین میں خان عالم خاں فاروق متوفی ۱۲۷۱ھ شاگرد اظفری دہلوی وارد مدراس بھی تھے۔ فاروق کا عیسائیوں سے اکثر مباحثہ رہتا تھا نیز دلدار علی مجتہد شیعہ سے بھی۔ آپ کو فن موسیقی سے بڑا شغف تھا۔ سید محمد علی واعظ خلیفہ سید احمد بریلوی مدراس آئے اور ان کے وعظ کی بڑی شہرت ہوئی تو آپ کو بھی ان سے ملنے کا اشتیاق ہوا اور ان سے بیعت کرلی۔ شریعت کی اتباع میں بیش قیمت سامان موسیقی توڑ دیا۔ کسی کو نہ دیا۔

اولاد میں حکیم و ڈاکٹر عبدالباسط عشق، مولوی عبدالعلی والہ تلمیذ غالب دہلوی مشہور تھے۔ آپ کے نبیرہ فخر قوم ملا عبدالقیوم کی شخصیت نمایاں تھی۔ نہ صرف شمالی ہند بلکہ مصر و شام و سعودی عربیہ میں آپ بیحد معروف تھے اور کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ آب زمزم کا قضیہ جس کو انگریزوں نے اٹھایا تھا، سخت مخالفت اور ان کو نیچا دکھا دیا۔ ان کے صاحبزادے ملا عبدالباسط مجسٹریٹ بھی عالم و فاضل تھے۔ اپنا آبائی کتب خانہ نادر و نایاب حوالہ جامعہ عثمانیہ کردیا۔

غرض مہدی واصف کثیر التصانیف تھے۔ باون کتب سے زائد کے مصنف تھے جن میں اہم ترین درج ذیل ہیں:۔

۱۔ تذکرہ علمائے مدراس الموسوم بہ حدیقۃ المرام عربی (ترجمہ اردو مع حواشی از راقم)

۲۔ ترجمہ درالمختار جلد اول

۳۔ ترجمہ موجز

۴۔ ترجمہ اصول عشرہ نثر اردو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قلمی ترجمہ مکتوبہ ۱۲۸۹ھ ۳۲ صفحات (ریاست شاہ بخارا)

۵۔ تفسیر مطالب القرآن قلمی کتب خانہ سعیدیہ حیدرآباد دکن

۶۔ ترجمہ جلالین تحت اللفظی موضح القرآن مع فوائد و مطالب بیضاوی از قاضی الملک محدث (مدراس) صفحہ ۱۰۹۶ -

۷۔ جواہر الفوائد فارسی احادیث اخلاق و تصوف تالیف ۱۲۷۴ھ قلمی جامعہ عثمانیہ صفحات ۱۶۴ فل اسکیپ سائز عبارتِ حاشیہ :۔ فصل در بیانِ امامت، فضیلتِ جمعہ، زیارتِ قبور و دم کردن بیمار -

۸۔ الرسالۃ البہیۃ الدافعۃ نسبۃ المرجئۃ الی الحنفیۃ

۹۔ اسقاط الظہر بسبب الجمعۃ فی ملک ملکہ

۱۰۔ فصل الخطاب و استفتائے نکاح سنی و شیعہ مطبوعہ پٹنہ (بہار)

۱۱۔ دلیل ساطع اردو۔ ہندی، فارسی، سنسکرت (لغت) تصنیف ۱۲۵۹ھ کتب خانہ سعیدیہ -

۱۲۔ ڈکشنری انگریزی (کتب خانہ ملا عبدالباسط) اصل مسودہ مصنف مخزونہ کتب خانہ عمر الیافعی مرحوم حیدرآباد دکن)

۱۳۔ منہاج العابدین مصنفہ امام غزالی ترجمہ مہدی واصف اردو خلاصہ کیمیائے سعادت (مطبوعہ مظہر العجائب مدراس ۱۲۷۵ھ)

۱۴۔ املا نامہ واصفی اردو۔ (مطبوعہ ۱۲۶۷ھ مدراس) نمونہ :۔ باب الالف:

ابتدا + ابتغا + ابتلا + استہزا + اشترا + اعتلا + اغما +

مؤلفات + مواسات + موالات +

غسیل شستہ شدہ : غسیل الملائکۃ لقب حنظلہؓ بن عامر کہ در حالت جنابت در جنگ احد شہید شد الخ

۱۵۔ دیوان فارسی۔ دو ہزار ابیات تقریباً۔ بعض اشعار یہ ہیں :۔

از زاری من بلبل نالاں گلہ دارد   واز رشک جگر گوں گل خنداں گلہ دارد

ترا کان ملاحت آفریدند   مرا شور قیامت آفریدند

چارۂ ایں دل بیمار کنم یا نکنم   خواہشِ شربتِ دیدار کنم یا نکنم

واصف نے سلسلہ نقشبندیہ کی خوب تعریف کی ہے جس کا تعلق شاہ ولی اللہ" محدث دہلوی سے بھی تھا۔ چنانچہ اس طرح سراہا ہے ۹

عنوان "چراغ نقشبندی"

شمع کہتی ہے زبانِ آتشیں سے خلق کو   کلبۂ تاریک میں اپنے کرو روشن چراغ
نقشبندوں کے درِ دولت کا ہے دریوزہ گر   نُور سے اپنے بچھاتا ہے جو یوں دامن چراغ

تفصیل کے لیے راقم کا مضمون رسالہ العلم کراچی اکتوبر و دسمبر ۱۹۶۷ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

ھم یہاں صرف "دل چسپ مُکالمہ عالم بہ فاسق و فاجر دولت مند" جو غیر مطبوعہ ہے ہدیۂ ناظرین کر رہے ہیں۔

اُردو ترجمہ "شمع و پروانہ" فارسی

مصنفہ

مولانا مہدی واصف

فرزانہ نے اِترا کے کہا کہ مجھ کو اللہ میاں نے عقل عطا فرمائی ہے اور نفس ناطقہ یعنی رُوح بھی۔ اور تمام حیوانات سے مجھ کو ممتاز فرمایا ہے۔

دیوانہ: دیوانے نے جواب دیا کہ فرزانگی عقلمندی تو خداداد نعمتِ حقیقی ہے۔ اور تُو نے کمینہ پن اور بیہودہ گوئی کا نام دانش و عقل رکھ چھوڑا ہے اور نفس ناطقہ تو معقولات کا مدرک ہے۔ میں تو تیرے افعال کو عقلِ سلیم کے خلاف دیکھتا ہوں۔

فرزانہ: جنابِ من! یہ لباسِ فاخرہ جو میں پہنا ہوا ہوں اور یہ عالی شان کوٹھی جو میری ہی بنائی ہوئی ہے اور یہ قسم قسم کے مزیدار لذیذ کھانے اور یہ ہاتھی، گھوڑے اور تزک و حشم میری عقلمندی کی نشانی نہیں تو اور کیا ہے۔

دیوانہ نے جواب دیا کہ تجھ کو حضرت سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اُن کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی کچھ خبر ہے۔ انھوں نے تو کبھی زرق برق لباس پہنا ہی نہیں اور اُن کے

مکانات تو ایک معمولی گھر اور جھونپڑی کے سوا کچھ نہ تھے۔ اور رنگ برنگ کی لذیذ غذاؤں سے جس سے شہوتِ نفس ابھرتی ہے حتی الامکان پرہیز فرمایا کرتے تھے اور اُن کے گھوڑے کی سواری تو بس اُن کے دو پاؤں ہی تھے فی الغالب۔ اور ہاتھی کو تو انھوں نے اصحاب فیل کی نذر کردیا تھا اور خادم اور غلاموں کو تو وہ اپنا بھائی اور فرزند سمجھتے تھے اور تیرا عمل تو اس کے بالکل خلاف ہے۔

فرزانہ: جناب والا! اگر میں فرزانہ نہ ہوتا تو اتنے عقلاء اور ذہین لوگ میرے دامنِ دولت میں نہ رہتے اور رات دن میری محفل میں قدم رنجہ نہ فرماتے۔

دیوانہ نے جواب دیا کہ تو ان دوستوں کا جو جمگھٹ اپنے پاس دیکھتا ہے یہ تو شہد کی مکھیاں ہیں جو شہد کے اطراف بیٹھی رہتی ہیں۔ تو مخلوق کے مجمع کو عقلمندی کی نشانی سمجھتا ہے! کیا خوب۔ اس سے تو تیری بے وقوفی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں گوشہ نشینی ہی لازم ہے۔ کیوں کہ بنی آدم کی سرشت میں سوائے شر اور فساد کے اور کیا ہے؟ تو نے یہ نہیں سُنا کہ بزرگوں نے فرمایا ہے

"السلامۃُ فی الوحدۃِ والآفات بین الاثنین تنہائی میں امن و سکون ہے اور جہاں ایک سے دو ہوئے تو پھر وہاں آفت ہی آفت ہے"

خیر اس سے قطع نظر میں نے تو تیری مجلسوں میں کبھی اخلاق کا نام بھی نہیں سُنا کہ کس چڑیا کا نام ہے اور موت کا نام تو شاذ و نادر ہی آتا ہے اور روزِ محشر اور عذابِ دوزخ کی فکر اور خوف سے میں نے کبھی تجھ کو آنسو بہاتے نہیں دیکھا اور نہ تو نے کبھی اپنے ہم نشینوں کو توشہ عاقبت کی دعوت ہی دی۔

فرزانہ: کیا یہ میری عقلمندی پر مشتمل نہیں ہے کہ میں نے اپنی قوت جوانی کے غرور میں دو دو تین تین چار چار کرکے کثرت سے زر و مال جمع کیا اور ہر شب ایک محبوبہ میرے پہلو میں رہتی ہے اور دنیوی عیش و عشرت میں میرا دل غرق ہے۔

دیوانہ: استغفراللہ تیری اس حرص پر کہ کثرتِ ازواج اور جماع تیری بیوقوفی کی دلیل قاطع ہے کیوں کہ تجھ کو اپنی جوانی کے زور پر گھمنڈ ہے حالانکہ مباشرت تیرا جنسی ملاپ

تجھ کو فنا کرنے والا ہے - بلکہ آدمی کی زندگی میں انحطاط پیدا کر دیتا ہے اور محبوبہ سے ہم آغوشی کا نتیجہ بُرا ہے کیونکہ جب تیرے قوی کمزور ہوجائیں گے، ہاتھ پاؤں میں قوت نہ رہے گی بال سفید ہوجائیں گے اور اصلی سرمایہ کثرت مجامعت اور جدائی سے کم ہوجائے گا تو تیری وہی محبوبہ تجھ کو اپنی نظر سے گرا دے گی اور پھر تیرا نام بھی نہ لے گی۔ اس لیے حقیقی دانش مندی عقلمندی کی بات یہی ہے کہ تو عورتوں کی صحبت ترک کر دے خصوصاً اس زمانہ میں بقول ع

زن شوہر شوہر است و شوہر زن زن -
یعنی شوہر کی عورت تو شوہر ہوگئی ہے اور عورت
کا شوہر خود عورت ہوگیا ہے -

بعض علماء نے اس خراب زمانے میں مردوں کو نکاح کی سخت تاکید کی ہے ۔ اس کو خوب سمجھ لے اور مجھ کو دیوانہ مت مشہور کر۔

فرزانہ : اے سادہ لوح بے وقوف! یہ جو مرصع انگوٹھی میرے ہاتھ میں ہے تو اس کو کس طرح دیکھتا ہے اور اس بیش قیمت زمانے میں جو میں سونے کی زنجیر گلے میں پہنا ہوا ہوں کیا یہ میری عقلمندی پر گواہ نہیں ہے ؟

دیوانہ : یہ چیزیں تو تیرے کمینہ پن کی آئینہ دار ہیں۔ کیوں کہ مردوں کا زیور تو حُسن خلق اور علم و فضل ہے ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی میں صحابہؓ سے لے کر تابعین تک کسی نے بھی اپنے گلے میں طلائی زنجیر نہیں پہنی - دوسرے یہ کہ اپنے اوقات کو اس طرح صرف کرنے سے سوائے غرور و نخوت کے تجھ کو اس سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا۔ کبھی تو نے اپنے دوست احباب کی مجلس میں اپنے رات دن کے اوقات کا محاسبہ بھی کیا ہے اور آخرت کے کام میں اپنا وقت گزارنے کی کبھی تاکید بھی کی ہے میں نے تو کبھی نہیں سُنا بقول اس ضرب المثل کے وقت تو شمشیر قاطع تیری زبان سے نکلا ہو۔ تو قیامت کے دن کی فکر کر اور سونے چاندی کے درخشاں زمانہ سے اتنی محبت مت کر۔

فرزانہ : اس میں کیا شک ہے کہ قیامت کا آنا برحق ہے لیکن بظاہر اُس کے آنے

میں تو ابھی دیر ہے۔ امیدوں، آرزوؤں کو نظر انداز کر دینا اس چیز کے خوف سے جو آنے والی ہے کوئی عقلمندی کی نشانی نہیں ہے۔

دیوانہ : یہ فرزانگی جو تجھ کو حاصل ہے غارت ہو اور میری دیوانگی برقرار رہے تو نے قیامت کو دُور سمجھ رکھا ہے ؟ قیامت دو طرح کی ہے ایک تو قیامت صغریٰ ہے اور دوسری کبریٰ۔ صغریٰ تو موت کا نام ہے اور کبریٰ مُردوں کا زندہ ہونا اور حساب و کتاب ہے اس کو معاد کہتے ہیں۔ قیامتِ کبریٰ سے تیری اس قدر بے فکری کس قدر نادانی پر مبنی ہے۔ آنحضرت سردارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے :

مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِیَامَتُہٗ ۔

یعنی جو شخص اس دارِ فانی سے کوچ کر گیا تو گویا
اُس کی قیامت آ گئی۔"

یعنی روزِ محشر کا ہول، دوزخ کا عذاب اور باز پُرس کا شور و غُل، سانپ بچھو اور آہنی زنجیریں جو کنجوسوں اور متکبروں کے پاؤں میں پہنائی جائیں گی موت آتے ہی انسان کی تدفین کے بعد ہی نظر کے سامنے آ جائیں گے۔

فرزانہ : جناب والا! میرے تو شفیع بہت سے ہیں مثلاً نماز، روزہ، تلاوتِ قرآن، اور اولیاء اللہ سے محبت و وارفتگی اور خود سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مقام محمود میں شفاعت، کا دروازہ کھول دیں گے اور مجھ کو عذابِ الیم سے نجات دلائیں گے۔

دیوانہ : اے احمق بظاہر فرزانہ! تیرا شفاعت پر بھروسہ اور اعمال سے دستبرداری تیری کمزوری اور کمینگی کی علامت ہے۔ شفاعت کو محققین علماء نے مدلل آیات سے ثابت کیا ہے کہ وہ تو اذن پر موقوف ہے۔ جو روزہ اور نماز ریاکاری پر مبنی ہو وہ کس طرح شفیع ہو سکتا ہے ؟ تو تو کبھی حضورِ قلب کو کام میں نہیں لایا اور بہرہ ور نہیں ہوا اور تلاوتِ قرآن میں تو تیرا دل گلی کوچوں اور مال وزر اور مال وزر اور عورتوں کے حسن، فرش و عرش، لباس و سامانِ عشرت میں مستغرق تھا۔ اور سرکارِ دو عالم تو ہرگز ایسے شخص کی شفاعت نہیں کریں گے جو مال و تمکنت کے غرور میں شرک سے منہ نہ موڑے اور ریاکاری

تو خود ایک شرک خفی ہے بقول

محمدؐ کسے را شفاعت گر است

کہ بر جادۂ شرعِ پیغمبر است

تو کیا تو نے طریقۂ محمدی کی دل و جان سے پیروی کی ہے یا گمراہی اور بدعتوں کی ترویج میں گڑ گیا تھا یا کبھی تو نے گمراہ فرقوں کی دوستی اور ان کے ساتھ اختلاط میں (یعنی اہلِ ہنود اور یہودیوں وغیرہ اور اسلام کے مخالف مذہب) جنھوں سے رشتہ توڑ دیا تھا؟ تو پھر اپنے غرور اور نفس اور شیطان کے فریب میں آکر جو دین رہزنوں میں سے ہیں اُن میں خود کو شریک سمجھتا ہے۔ آیت

وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰہِ

کو اپنے دل پر منقش کرلے۔

فرزانہ: اے دیوانے! تیری باتوں سے تو شفاعت سے انکار ثابت ہوتا ہے جو اہلِ سنت کا عقیدہ ہے۔ اور شفاعت کا منکر بدعتی اور گمراہ ہے۔ اگر یہ عقیدہ تیرے دل میں بیٹھ جائے تو تجھ کو جہنم میں جھونک دیں گے۔

دیوانہ: حاشا للہ، میں کیا شفاعت کا منکر ہوں۔ میں تو سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کسی شک وشبہ کے شفیعُ المذنبین جانتا ہوں۔ بقول ؎

شَفِیْعٌ مُّطَاعٌ نَّبِیٌّ کَرِیْم

قَسِیْمٌ جَسِیْمٌ بَسِیْمٌ وَّسِیْم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات ہیں۔ خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حوضِ کوثر سے بنص قرآنی واحادیثِ نبوی، اُس شخص کو کافی فائدہ پہنچ سکتا ہے، جو ظاہری اور باطنی طور پر مسلمان ہو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور سنت کو جو دل وجان سے عزیز رکھتا ہے اور اہلِ بدعت اور بے ادب وہابیوں کے ساتھ جھگڑتا رہتا ہے کیونکہ بدعت اُس کی محبوب عورت، ماں یا بہن، چچازاد بہن اور حقیقی دادی یا غیر حقیقی دادی ہوئی ہے۔ اگر تم سمجھتے ہو، شفاعت اس کے لیے سزاوار ہے جو خدائے تعالیٰ اور اُس کے حبیب

کے ساتھ باوجود انتہائی محبت کے شیطان کے اغوا سے جو خلوت اور جلوت میں اُس سے واقع ہو اُس گناہ سے جو بامزہ ہو مثلاً شراب نوشی، زنا کاری، سُود خوری اور قمار بازی وغیرہ کا مرتکب ہو۔ نہ کہ اس گناہ سے جس میں کوئی مزا ہی نہ ہو اور گناہ بے لذت کا ارتکاب تو غرور نفس اور شیطان کا ایک فریب ہے مثلاً غمازی، نمامی، غیبت کرنا اور تہمت تراشنا اہلِ بدعت کو نذر دینا، سماع کا سننا اور طوائفوں، نوجوانوں یا لونڈوں کا ناچ دیکھنا۔ نامحرم عورتوں کو شہوت کی نظر سے دیکھنا اگرچہ کہ میوہ اونچی شاخ پر ہوتا ہے جہاں ہاتھ نہیں پہنچ سکتا۔ غرض خلاصہ یہ کہ بموجب حکم آیتِ کریمہ

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا

جس میں اہلِ شرک اور بدعتیوں کو دوزخ کی آگ سے خوف دلایا گیا ہے اور حق تعالیٰ اس بات کا مختار ہے کہ وہ فاسق کو جنت دے دے اور زاہد کو دوزخ میں ڈال دے، اس لیے شفاعت پر مغرور ہونا نہیں چاہیے۔

فرزانہ: کیمیائے سعادت میں امام غزالی نے سماع کی حلّت کے متعلق تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور اس زمانہ میں اکثر مشائخ اور علماء تو سماع کو جائز سمجھتے ہیں۔

دیوانہ: اگلے زمانہ میں سماع بغیر مزمار کے، لڑکوں اور عورتوں اور اہل غرض لوگوں کی شرکت کے بغیر جائز تھا اور اب بالاتفاق حرام ہے جیسا کہ عوارف المعارف مصنفہ شیخ شہاب الدین سہروردی میں بیان کیا گیا ہے۔

فرزانہ: طوائفوں کے ناچ کو آپ نے بے مزہ کیوں قرار دیا ہے، حالاں کہ حُسن و جمال اور ان کے ناز و نخرے اور ان فاحشہ عورتوں کی رنگ برنگ کی پوشاک اور قسم قسم کے زیورات کو تو دیکھ کر آنکھوں میں نور اور دل کو سرور حاصل ہوتا ہے۔

دیوانہ: میں نے رقص کو اس لیے گناہ بے لذت کہا ہے کہ بغیر عورت والے مرد کو ان فاحشہ عورتوں پر نظر ڈالنے سے ان کے ساتھ حرام کاری کو دل چاہتا ہے جو کبھی انتشار کا موجب ہو جاتا ہے اور بعض کو گہری نیند میں احتلام لاحق ہوتا ہے۔ لیکن نغمہ و سرور کے

وقت نوشہ یا نوشہ کے باپ سے اس کا معاوضہ لینا پڑتا ہے اور سوائے آنکھ کے اشارے اور غمزہ کے رات ہونے کے انتظار میں نیز اس منزل میں دل کی بیقراری اور سوائے تلوث کی خواہش کے کوئی اور چیز حاصل نہیں ہوتی۔

فرزانہ: تونے کیا یہ نہیں سنا کہ عید کے دنوں میں خاتم نبوت کے عہد میں چند حبشی پاؤں کو کوٹتے اور ناچتے ہوئے آئے تھے اور حضرت بی بی عائشہ رضؓ نے جو دس سال ہی کی تھیں سردار دوعالم کے دستِ مبارک پر اپنی ٹھڈی رکھ کر ان بدکاروں کا ملاحظہ فرمایا تھا۔

دیوانہ: جی ہاں، میں نے حدیث کی کتابوں میں دیکھا تو ہے لیکن، اے بھائی

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

پہلے تو یہ کہ ام المؤمنین عائشہ رضؓ خاتون کی عمر دس سال کی تھی۔ دوسرے یہ کہ وہ زمانہ امت کے نیک لوگوں کا تھا، تیسرے یہ کہ سردارِ دوعالم کی عزت و حرمت کا خداوند تعالیٰ محافظ تھا جس طرح کہ ہر نبی کے ناموس حافظ وہی ہے جیسی طرح کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ چوتھے یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شرم وحیا میں کوئی نظیر نہ تھی۔ چنانچہ بی بی صاحبہ رضؓ حضرت عمر رضؓ کی تدفین کے وقت اچھی طرح کپڑے پہن کر اس جگہ تشریف لے گئیں تھیں، علیٰ ہذا القیاس۔

فرزانہ: مجھے تو حق تعالیٰ کی محبت کافی ہے۔ امید تو یہ یہی ہے باقی ہوس ہے چنانچہ یہ ضرب المثل مشہور ہے۔

دیوانہ: اے فرزانہ! خدا کی محبت بغیر مخلوق کے ساتھ محبت کے کس طرح مکمل ہوسکتی ہے اور کمال کو پہنچ سکتی ہے۔ پہلے تو مسلمان کو رسول اللہؐ سے محبت چاہیے کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ الٰہی تک پہنچانے کا وسیلہ ہیں۔ اس کے بعد آنحضرتؐ کی آل واصحابؓ سے دلی خلوص اور محبت چاہیے کیونکہ آپؐ کی توہین کا لفظ زبان پر لانے سے کافر اور بے دین نہ ہو جائے۔ پھر والدین، استاد، بزرگانِ دین اولیاء عظام اور علماء کرام کے ساتھ خواہ وہ بقید حیات ہوں یا رحلت کر چکے ہوں،

محبت اور خلوص رکھنا چاہیے۔ اپنے آقا اور مالک سے بھی محبت اور حُسن ارادت رکھنا چاہیے نیز زوجہ کو اپنے شوہر سے محبت ہونی چاہیے کیوں کہ شوہر واجب التعظیم ہے ہر صورت میں خواہ وہ مفلس ہو یا دولتمند، کمزور ہو یا کم حیثیت یا بلند حیثیت، خواہ وہ خوبصورت ہو یا کریہہ المنظر ہو، جوان ہو یا بوڑھا۔ بلکہ لونڈیوں، غلاموں اور یتیموں سے۔اور محبت خداوند عالم کی ایک مکمل اور متمم محبت ہے۔ چنانچہ یتیموں کو نہ جھڑکنے کے لیے حق تعالیٰ کا فرمان ہے۔ بقول سعدی

عبادت بہ از خدمت خلق نیست،
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

فرزانہ: کسی شخص کی ظاہری حالت دُرست ہوتی ہے تو اس کا باطن بھی ٹھیک ہوتا ہے۔ظاہری حالت باطن کی شاہد ہے۔ بقول

الظاهر عنوان الباطن -

دیوانہ: جی ہاں! آپ نے ٹھیک تو کہا لیکن آخرت پر ایمان رکھنے والے علماء کا خیال ہے کہ جن کا ظاہر اچھا ہوتا ہے وہ اکثر باطن کی درستگی سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ بقول ع

درون ساز برون ساز نگردد ہرگز -

اگر دین کے کام ظاہری آرائش ہی پر ختم ہو جاتے تو توحید کے عقیدہ میں اقرار زبان کے ساتھ دل کی تصدیق لازم نہ ہوتی۔ شریعت کی مثال کشتی کی سی ہے، طریقت سمندر کے مانند ہے۔ اور معرفت کی مثال ایک سیپی کی ہے اور اس میں راہ حقیقت ایک موتی ہے۔جن کو ظاہری آرائش سے صرف اتنا فائدہ ہوتا ہے کہ ایک شخص کو مسلمانوں کی مجلس میں ایک خاص مقام پر بٹھلاتے ہیں اور سلام کرتے ہیں، لیکن بغیر باطنی حالت کی اصلاح کے بارگاہِ خداوندی میں اس کو تقرب حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمارے علماء دین اور مشائخ اہلِ یقین نے اپنی فراستِ ایمانی سے کفار کے زنار کو جو اسلامی لباس میں ان کے پاس آئے تھے توڑ کر پھینک دیا ہے۔جیسا کہ ملا حسین کاشفی نے "اخلاقِ محسنی" میں بیان فرمایا ہے -

اے فرزانہ! دُوسرے یہ کہ انسان کے ظاہر کی خرابی باطنی عمارت پر دال ہے۔ اُس کی مثال یہ ہے کہ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہ ظاہر تو دیوانے نظر آتے تھے لیکن اُن کی باطنی عمارت اور روشنی ستاروں کی طرح درخشاں تھی۔ عشقِ الٰہی کا نور اُن کی پیشانی سے چمکتا تھا بمصداق حدیث

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ

میرے اصحاب تو ایسے ہیں۔ جیسے روشن ستارے

اے فرزانہ! اور بھی سُن لے کہ زیب وآرائش کے لیے دولت درکار ہے اور باطنی آرائش کے لیے فقر و فاقہ، زہد و ورع اور حُسنِ اخلاق لازم ہے اور اخلاقِ ذمیمہ سے مثلاً شرک وحَسَد، بغض و دشمنی، غرور وغیرہ تو گلستان دل کے لیے گویا خارزار بلکہ آتش دان ہے اور بدترین۔ اس کی مثال تو نعوذ باللہ بیت الخلاء کا نمونہ ہے۔

فرزانہ: اولاد کی تربیت اور اُن کی نگہداشت تو ایک نیک کام ہے لیکن میں نے بعض اشخاص کو دیکھا ہے کہ اپنے بیٹے کو تو وہ ظالم استاد کے اور بیٹی کو کسی ظالم معلمہ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ حقیقت میں اولاد پر یہ ظلم ہے۔

دیوانہ: اے فرزانہ! تونے یہ کچھ عقلمندی کی بات نہیں کہی، اولاد کی تربیت وتادیب تو ماں باپ پر فرض ہے اور وہ بغیر مارپیٹ اور گوش مالی کے کوئی چارہ نہیں۔ علماء کے وعظ و نصیحتوں سے تو محروم معلوم ہوتا ہے جو تو اس طرح کی گفتگو کرتا ہے۔ تونے یہ نہیں سُنا کہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ

ضَرْبُ الصِّبْیَانِ کَالْمَاءِ فِی الْبُسْتَانِ

بچّوں کو زدوکوب کرنا ایسا ہے جیسے باغ کی آب یاری کرنا ہے۔

بقول: جورِ استاد بہ زمہرِ پدر۔ یعنی باپ کی شفقت و محبت سے استاد کی سختی اچھی ہے۔ جو لڑکا کہ استاد کے ادب کی چوب سے تکلیف نہیں اٹھاتا اور جو لڑکی کہ استانی کی گوش مالی کی اذیت نہیں سہتی اور جو بیٹے اور بیٹیاں ناز ونعمت میں پرورش پاتی ہیں وہ بالآخر بے ادب، گستاخ اور بے ہنر، گائے اور گدھے کے مانند ہو جاتی ہیں۔ میں

اس سے زیادہ اور کچھ کہنا آداب کے خلاف سمجھتا ہوں ۔ اے فرزانہ ! تم تو عمر رسیدہ ہو، باوجود اس کے اولاد کی تربیت کے متعلق تمھاری رائے غلط ہے۔ اور یہ مثل تمھاری حالت پر صادق آتی ہے کہ

"ہماری گائے بوڑھی ہوگئی بچھڑا نہ ہوسکی"

فرزانہ : لڑکیوں کی شادیوں میں لوگوں کا زیادہ مہر باندھنے کا رواج ہے اور یہ کام تو بڑی ہوشیاری اور عقلمندی کا ہے، ایسا نہ ہو کہ داماد سرکش اور آوارہ نکل جائے اور لڑکی کو معمولی تھوڑا سا مہر دے کر نکال باہر کردے۔

دیوانہ : خدائے تعالیٰ تمھاری عمر دراز کرے اور نیک توفیق عطا فرمائے تم نے جو یہ کہا کہ کارِ خیر میں سختی جس کا نتیجہ شر و فساد ہو۔ گویا تم نے رسول کریمؐ کی سنت اور حضرت عمرؓ کی پیروی سے روگردانی کی۔ مہر میں غلو سے کام لینا خلافِ شرع ہے۔ اکثر لڑکیاں مہر میں غلو اور نکاح نامے میں اُس کے اندراج سے مغرور اور متکبر ہوجاتی ہیں، خصوصاً جب کہ شوہر مفلس اور نادار ہو۔ اور زوجہ کو مہر مؤجل ادا کرکے بے باق ہوجانا اگر شوہر کو اس سے سروکار نہ ہو تو پھر کوئی امر مانع نہیں ہے۔ لڑکی کی تربیت کے وقت اُس سے چھٹکارا پانے کی فکر کرنا چاہیے۔ کیونکہ اگر داماد کے سر پر کوئی بلا نازل ہوجائے یا آسمان سے اُس کے گھر میں بجلی گر پڑے تو وہ بے چارہ کیا کرے۔ ناچار مباح چیزوں سے مخالفت یعنی اُس کا دل طلاق دینے پر مائل ہوجاتا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ دانش مندوں کے حالات کی جستجو صلاح و تقویٰ، علم و ہنر وغیرہ کے بارے میں واجبات میں سے ہے۔ نیک بخت داماد تھوڑے مہر پر مغرور نہیں ہوتا اور بدبخت داماد بھاری مہر سے نہیں ڈرتا۔ خلاصہ یہ کہ نیک داماد اور نیک لڑکی کو ہرگز نظر انداز نہ کرے۔ بقولہ تعالیٰ

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً
وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

اِس آیت میں حَسَنَة یعنی نیکی سے مراد نیک انسان کی خواست گاری ہے۔ اس کو مت بھولو اور خوب یاد رکھو۔

فرزانہ : میں ایسا بدنصیب ہوں کہ نیک خصلت، خوبصورت، گل اندام کو جس نے تنبیہاً کبھی چھڑی کی ایک مار بھی نہ کھائی تھی، غلطی سے ایک شریر النفس، جھگڑالو، داماد کے سپرد کر دیا اور عرصہ دراز سے اس کا گلہ شکوہ کرتی ہوئی میرے ہی گھر میں مقیم ہے اور اُس ظالم اور دل آزار شوہر سے جدا ہو کر پھر میرے ہی سر پہ بیٹھی ہوئی ہے۔

دیوانہ : اَسْعَدَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الدَّارَيْنِ (خدائے تعالیٰ تم کو دونوں جہانوں میں نیک بخت کرے) تم نے یہ خوب کیا کہ ٹلی ہوئی بلا کو پھر مول لے لیا۔ میں تم کو قسم دیتا ہوں، خدا واسطے میرے سوال کا جواب دو۔ تمہاری لڑکی کا مہر کتنا ہے؟ کہا کہ ایک لاکھ درہم ہے۔ کہا: تمہاری لڑکی نے نماز کے لیے پارہ عم بھی پڑھا ہے؟ کہا کہ نہیں۔ اُس کی ماں نے لڑکی کو کبھی تنبیہ بھی کی تھی؟ جواب دیا کہ نہیں کی تھی۔ جب لڑکی تمہارے گھر آئی تھی تو کیا وہ آنسو بہاتی ہوئی آئی تھی؟ کہا کہ ہاں روتی ہوئی آئی تھی۔ تو کیا لڑکی کے آنے کے بعد تم نے اُس کے شوہر کو بلوا کر حالات دریافت کیے تھے یا نہیں؟ کہا کہ نہیں۔ تو دیوانے نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھی۔

لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ

قَضَاً عَلَى الْغَائِبِ (غائب شخص کے متعلق فیصلہ کرنا) تم نے کس سے سیکھا ہے؟ یہ تو کافروں کی شریعتوں میں بھی جائز نہیں تو پھر سردارِ انبیاءؐ کی شرع مبین میں کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ تن تنہا تم قاضی کے پاس جاؤ گے اور خوش خوش راضی ہو کر لوٹو گے۔ مثل مشہور ہے:۔ مکر و فریب اور شر و فساد آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک عورتوں کی طینت میں موجود ہے۔ تم نے لڑکی کے بیان پہ کس طرح یقین کر لیا اور داماد پر ستم ڈھا دیا۔ احتمال تو یہ ہے کہ داماد کے پاس کوئی اور عورت اُس کی جائز مدخولہ موجود ہو اور تمہاری لڑکی اپنی سوت کے ساتھ رہنے سے ناراض ہو گئی ہو۔ اُس کا نماز نہ پڑھنا اس کے تمرد اور گناہ پر دلیل ہے۔ اور لڑکی کا اپنے شوہر کے گھر سے روتے ہوئے آنا قسم خدا کی اُس کا مکر و فریب ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ

یہ ایک ایسی حکمت آمیز نصیحت ہے جس سے تمام مسلمان واقف ہیں۔ اگر تم نے لڑکی کو باادب نہیں بنایا ہے تو وہ کس طرح نیک خصلت ہوگی۔ جو اشخاص لڑکی کے بیان پر بھروسہ کرکے داماد کو سرزنش کرتے ہیں یا اس کو اپنے گھر سے نکال دیتے ہیں یا اُس سے مہر کا مطالبہ کرتے ہیں یا خلع کرانا چاہتے ہیں تو یہ ان کی نادانی ہے گویا بظاہر بڑے عقلمند مشہور ہو جاتے ہیں۔

اے فرزانہ! اگر تجھ کو احباب کا مشورہ عزیز ہے تو فوراً اس مجلس سے اٹھ کر اپنے گھر چلا جا اور اپنی مکّار لڑکی کو تنبیہ کر اور اپنی گھر والی سے جھگڑ کر لڑکی کو جبراً اور قہراً اُس کے شوہر کے گھر جو غریب و مسکین اور بے قصور ہے، روانہ کر دے اور لڑکی کو تاکید کر دے کہ اگر تو پھر میرے گھر آئے گی تو میں ہرگز تجھے گھسنے نہ دوں گا۔

فرزانہ: میں نے اپنی لڑکی کے جہیز میں بھاری جوڑے اور بہت سے زیورات دیئے اور داماد کو شال اور فاخرہ لباس و زیوات و جواہر دیئے۔ جب لڑکی اُس سے رنجیدہ ہو کر آگئی تو میں نے تمام اپنی عطیہ چیزیں واپس لے لیں۔

دیوانہ: جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا تو نے اپنی سگ طینی کا خوب مظاہرہ کیا ہے اور اپنی قے کو پھر کھالیا۔ جس طرح کہ ایک کتا اپنی قے کو خود کھا لیتا ہے۔ لڑکی کی رنجش کے بہت اسباب ہیں۔ جہیز کا سامان واپس لینے کی کیا وجہ تھی؟ تیری عقلمندی تو اسی میں ہے کہ پھر ان عطیات کو داماد کے حوالہ کر دے اور لڑکی کو تنبیہ کرے۔

فرزانہ: میرے آباؤ اجداد سب اہلِ سُنّت والجماعت ہیں۔ میں حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت کا منکر نہیں ہوں لیکن میری عقل ناقص میں یہ بات آتی ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کا حق حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب (اللہ بہتر جانتا ہے)

دیوانہ: دیوانے نے کہا ؎

تو کار زمیں را نکو ساختی   کہ با آسماں نیز پرداختی

زمین کی نہ آسمان کی۔ ایک بڑا مسئلہ تو نے چھیڑ دیا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس مبحث میں

مجھ جیسا دیوانہ کم سواد کیا کہے کہ تیرے ذہن نشین ہو جائے۔ اور تیرے دل میں اُتر جائے۔ خیر جان لے اے فرزانہ! **امامت** کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو امامتِ صغریٰ ہے اور دُوسری کبریٰ۔ امامتِ صغریٰ تو پیش امامی ہے اور کبریٰ سے مراد اہلِ اسلام کی حکمرانی ہے اور انتظام کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ بالضرور خاتم الانبیاءؐ کی وفات پر اس حکومت کا انتظام آنحضرتؐ کی تدفین پر مقدم ہو گیا اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز کے کام کو اہلِ بیت کے سپرد کر کے امیرالمومنین (جو رسول کریم کا خلیفہ ہوتا ہے) کے انتخاب کے لیے ایک جگہ جمع ہو گئے اور اس کے متعلق آخری رائے یہ قرار پائی کہ حضرت صدیق اکبرؓ امیرالمومنین ہوں گے اور سب نے ان سے بیعت کی۔ حضرت امیر یعنی علیؓ بن ابی طالب نے تعزیت کے ایام گزارنے کے بعد آپ سے بیعت فرمائی۔ اس بیعت کو تقیہ پر محمول کرنا گمراہی اور کم ظرفی کی علامت ہے کہ اَسَدُ اللہ (اللہ کے شیر) کو تقیہ سے کیا سروکار ہے۔ تقیہ تو بزدلی کی دلیل ہے۔ نیز راوی یہ بھی کہتا کہ جب حضرت امیر کرم اللہ وجہہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی تو آپ نے فرمایا کہ اے علیؓ! میں تم سے بیعت کرنا چاہتا ہوں تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ایسا مت کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے افراد بھٹک نہ جائیں۔ آپؓ نے سرورِ عالمؐ کے زمانۂ حیات میں نماز کی امامت فرمائی ہے۔ اب خلافت آپ کے لیے بالاتفاق واجب ہے۔ میں بھی آپ کا دل و جان سے تابع ہوں۔

تو اب اے فرزانہ! یہ جان لے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی دلیل قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔ نیز حضرت ابوبکرؓ جہاں دیدہ، کارآزمودہ، خیر خواہِ خلق، اور حضرت رسولِ کریم کے خُسر بھی تھے اور بڑی شجاعت کے مالک تھے۔ اور جو اشخاص کہ آیت

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا

میں حزن کے معنیٰ بزدلی اور خوف کے لیتے ہیں اُن کو عربی لغت کی خبر نہیں۔ حزن کے معنیٰ رنج اور غم کے ہیں۔ اور غم و اندوہ اپنی جان کے لیے نہیں کیا گیا تھا بلکہ سرورِ انامؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کی سلامتی کے لیے تھا۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ کا غار میں پہلے

داخل ہونا اور اپنے جسم کے کپڑے سے سوراخوں کا بند کرنا اور ایک سوراخ پر اپنا تلوا رکھ دینا اور آپ کو سانپ کا کاٹنا وغیرہ آپ کی ہمت اور شجاعت پر دال ہے۔ نیز حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنی تمام دولت اور مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار فرما دیا اور ایثار سے کام لیا۔ اور کئی لاکھ درہم اور دینار راہِ خدا میں خرچ فرمائے۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے احسان کا بدلہ مجھ سے ادا نہیں ہوسکتا، خدائے تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے گا۔ آخر کار حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق حضرت ابوبکرؓ کو امت کی شفاعت کا منصب مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیا جائے گا۔
اے فرزانہ! کیا تجھے یاد نہیں کہ ایک روز امیر المؤمنین حضرت عمرؓ نے حضرت صدیقؓ کو یاد فرمایا اور کہا کہ آپ کی وہ خدمت جو آپ نے ایک شب کو غارِ حرا میں حضرت رسول اللہؐ کی فرمائی اگر وہ کام مجھ سے ہوتا تو میں نیک بخت ہو جاتا۔ یہ بات آپ نے کہی اور زار زار رونے لگے۔

الہام الرحمٰن فی تفسیر القرآن

مِن امالی

الاستاذ عبید اللہ السندی

الجزء الثانی — قیمت:۔ آٹھ روپے

ملنے کا پتہ

شاہ ولی اللہ اکیڈمی - صدر - حیدرآباد - سندھ